خطاب غَدِیرِ خُم:

مکہ سے واپسی پر ۱۸ ذوالحجہ کو مدینہ کے راستے میں "خُم" نامی ایک تالاب پر پڑاؤ ہوا۔ یہاں حضور اکرم ﷺ نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے چند اہم نصیحتیں فرمائیں۔ ①

ارشاد ہوا: "میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: ایک کتاب اللہ، جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ پس تم اللہ کی کتاب کو لے لو، اسے تھامے رہو۔"

پھر فرمایا: "اور میرے اہل بیت۔ میں ان کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔"

آخری جملہ نبی آخر الزمان ﷺ نے تین بار دُہرایا۔ ② اسی خطاب میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اِرشاد فرمایا: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ." (جس کا میں دوست ہوں، اس کا علی بھی دوست) ③

رسالت مآب ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ تا قیامت آنے والے مسلمان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا محبوب، رہنما اور بڑا سمجھیں، ان کا مقام ملحوظ رکھیں، اِن کا پورا احترام کریں اور کسی بے ادبی کے مرتکب نہ ہوں۔

دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد ان لوگوں کی تنبیہ کے لیے ہے جو بعد کے دور میں "ناصبی" بن گئے۔ یہ فرقہ حضرت علی، فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم پر بے محابا طعنہ زنی کرتا آیا ہے۔ کسی مسلمان کو ایسا کرنا ہرگز زیبا نہیں۔ سخت خطرہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا ساداتِ کرام کی تحقیر پر مبنی سوچ بروزِ حشر رُسوائی، شفاعتِ محمدیہ سے محرومی اور بُرے انجام کا باعث ہوگی۔

☆☆☆

---

① البداية والنهاية: ٧/٦٦٦

② صحيح مسلم، ح: ٦٣٧٠، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علي رضي الله عنه، ط دار الجيل

③ مستدرک حاكم، ح: ٦٢٧٢، باب مناقب علي رضي الله عنه

اس کا ترجمہ اگر "آقا" کیا جائے تب بھی بالکل درست ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام اہلِ ایمان کے آقا و مولا ہیں اور ہر مسلمان انہیں اپنا سردار، مربی، قائد اور آقا مانتا ہے جیسا کہ وہ باقی خلفائے ثلاثہ کو یہی مقام دیتا ہے۔

مگر یہ ترجمہ لے کر کوئی یہ اشکال نہ کرے کہ جب وہ تمام مسلمانوں کے آقا ہیں تو پھر خلفائے ثلاثہ کے بھی آقا ہوں گے؛ کیوں کہ یہ مفہوم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مراد نہیں لیا۔ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت نہیں دی۔ نہ ہی ان کے دور میں کبھی یہ کہا کہ خلافت میرا حق تھا۔ بلکہ انہوں نے ارشادِ نبوی کا وہی مفہوم لیا جو درحقیقت اس کا بے تکلف مطلب ہے۔ انہوں نے خود کو خلفائے ثلاثہ کے ماتحت رکھا، ان کی خلافت قبول کی اور ان کے جاں نثار کا کردار ادا کیا۔ پس ہم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع میں یہی مطلب مراد لیتے ہیں۔

اہلِ تشیع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع چھوڑ کر اس خطاب میں "مولا" کے لفظ سے امام اور خلیفہ مراد لیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ اس سے حضور ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانشینی اور امامت ثابت ہو رہی ہے۔ پھر وہ اس سے بڑھ کر مزید یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی اور صحابی کا خلیفہ بننا بالکل ناجائز تھا۔ مگر یہ استدلال بالکل بے محل ہے؛ کیوں کہ "مولا" کے لگ بھگ تیس معانی ہیں مثلاً: دوست، محبوب، مددگار، آزاد کردہ غلام، مالک، سردار، آقا وغیرہ۔ صحابہ کرام کے ایک جمِ غفیر نے یہ روایت سنی مگر کسی نے اس کا یہ مطلب نہیں لیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جانشین یا خلیفہ قرار دے دیے گئے ہیں۔ سب نے اس سے یہی مراد لیا کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنی خصوصی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہی مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لیا تھا۔ وہ فرماتے تھے:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا فِي هٰذِهِ الْإِمَارَةِ شَيْئًا

"لوگو! رسول اللہ ﷺ نے اس حکومت کے معاملہ میں ہمارے لیے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔" (دلائل النبوة للبيهقي: ٧/٢٢٣)